1-حمد و نعت

پروفیسر محمد حسین آسی

مولا اور پھر بندۂ مولا صلی اللہ علیہ و سلم
یکتا اور پھر مظہر یکتا صلی اللہ علیہ و سلم

اپنے رب کا نائب اعظم ، سید عالم ، ہادیٔ اکرم
کون و مکاں میں کون ہے ایسا صلی اللہ علیہ و سلم

نام مقدس کیف کا ساماں ، روح کی تسکیں، درد کا درماں
ٹوٹے ہوئے ہر دل کا سہارا صلی اللہ علیہ و سلم

واہ وہ ان کا روئے منور ، واہ وہ ان کی خوئے معطر
واہ وہ ان کا اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ و سلم

شافی و شافع ، جامع و مانع ، کافی و وافی ، رافع و نافع
سرورِ دنیا ، رہبر عقبیٰ صلی اللہ علیہ و سلم

وہ آئے تو عالم جاگا ، حق آیا اور باطل بھاگا
ہر سو ہو گیا صبح سویرا صلی اللہ علیہ و سلم

آیہ آیہ آیۂ رحمت ، شوشہ شوشہ ضامنِ جنت
ان پہ یہ کیسا قرآن اترا صلی اللہ علیہ و سلم

اب نہ وہ فرعونوں کی ہیبت، اب نہ وہ دور جو رو جہالت
بدلا یکسر دہر کا نقشہ صلی اللہ علیہ و سلم

آؤ چلیں دربار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ، ہم بھی تو مانگیں کان اور آنکھیں
کر دیں ہمیں بھی شنوا و بینا صلی اللہ علیہ و سلم

اب بھی وہی آئینہ رحماں، رحمت دوراں ، محسن انساں
اب بھی وہی ہیں قاسم نعما صلی اللہ علیہ و سلم

آسی سگِ نقشِ لاثانی ، پوچھتے کیا ہو اس کی کہانی
یہ بھی ہے آل نبی کا منگتا صلی اللہ علیہ و سلم

2 درس قرآن وحدیث

کتب سماویہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

علامہ شہزاد احمد مجددی چوراہی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ٞ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ۫ [1]

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دِل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان صرف قرآن مجید میں ہی

---

[1] سورۃ الفتح، آیت: ۲۹

نہیں بلکہ سابقہ کتب سماویہ میں بھی بیان ہوئی ہے، چنانچہ امام طبرانی ''المعجم الکبیر'' میں اور امام ابونعیم ''حلیۃ الاولیاء'' میں نقل کرتے ہیں:

حدثه أن عمر بن الخطاب أرسل إلى كعب الأحبار فقال: يا كعب كيف تجد نعتي؟ قال: أجد نعتك قرنا من حديد قال: و ما قرن من حديد؟ قال أمير سديد لا يأخذه في الله لومة لائم، قال: ثم مه؟ قال ثم يكون بعدك خليفة تقتله فئة ظالمة قال: ثم مه؟ قال: ثم يكون البلاء"

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار (یہود کے بہت بڑے عالم اور تورات کے حافظ تھے، بعد میں اسلام قبول کرلیا) کو بلایا اور کہا: اے کعب! (تورات میں) میری صفت کیسے پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کی تعریف نئے زاویے سے پاتا ہوں، آپ نے فرمایا: وہ نیا انداز کیا ہے؟ انہوں نے کہا: امیر ہوگا، سیدھی سچی بات کرنے والا ہوگا، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف محسوس نہیں کرے گا، آپ نے فرمایا: پھر کیا؟ انہوں نے کہا: پھر آپ والے لوگوں پر امیر ہوں گے۔ [1]

محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام روایت کرتے ہیں:

"جاء عبدالله حتى دخل على عثمان في آخر ما دخل عليه الناس فقال ماترى في القتال والكف قال الكف أبلغ للحجة و إنا لنجد في كتاب الله أنك يوم القيامة أمير على والآمر"

---

[1] تاریخ مدینہ دمشق: ۳۹/۳۵۹

حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عثمان کے پاس گئے اور سب لوگوں سے آخر میں پہنچے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اور اس سے باز رہنے میں کون سی بات آپ زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ: قیامِ حجت کے لئے جنگ سے ہاتھ روکنا بہتر ہے، کیونکہ ہم نے کتابِ اللہ (یعنی تورات) میں پڑھا ہے کہ قیامت کے دِن آپ قاتل اور آمر پر امیر ہوں گے۔ [1]

امام ابوالقاسم بغوی نے بسند سعید بن عبدالعزیز سے روایت کیا:

"لما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یاقرنات من بعد؟ قال: الأمینی عنی أبا بکر، قیل؛ فمن بعده؟ قال قرنات: قرن من حدید یعنی عمر، قیل: فمن بعد عمر؟ قال: الأزهر یعنی عثمان"

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو لوگوں نے (ذی قرنات حمیری سے جو علمائے یہود میں سے تھا) پوچھا: اے ذی قرنات! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون ہو گا؟ اس نے جواب دیا: "الامین" یعنی ابوبکر۔ لوگوں نے پھر پوچھا: ان کے بعد کون ہوگا؟ اس نے جواب دیا: "قرن من حدید" (مردِ آہنی) یعنی عمر، لوگوں نے پھر پوچھا: عمر کے بعد کون ہوگا؟ اس نے کہا: "الازہر" یعنی عثمان۔ [2]

---

1. تاریخ مدینہ دمشق: ۳۹/ ۳۵۹
2. معجم الصحابہ: ۲/ ۳۱۹

یومِ عثمان غنی

یوم وصال: ۲ ذوالقعدہ

3-حضرت صدر الشریعہ اور تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حکیم ابو العلاء علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (پ:۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء......م:۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) کے خلفاء میں آپ کا اسم گرامی نہایت ہی روشن اور نمایاں ہے۔آپ اعظم گڑھ یوپی کے ایک علمی و روحانی خانوادے کے ایک فردِ فرید ہیں۔ آپ نے ابتدائی کتب اپنے جد امجد اور بھائی مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ بعدازاں مدرسہ حنفیہ جون پور میں مولانا ہدایت اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا۔ پھر امام المحدثین استاذ العلماء علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے بعد بریلی شریف میں بارگاہ رضوی سے ایسے منسلک ہوئے کہ نہ صرف اجازت حدیث بلکہ خلافت و اجازت سے بھی سرفراز ہوئے۔ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں کافی عرصہ تک حدیث شریف اور دوسرے فنون کی تعلیم دیتے رہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی

علیہ الرحمۃ نے آپ کی فقاہت و ثقاہت پر اطمینان و اعتماد فرماتے ہوئے آپ کو ''صدرالشریعہ'' کا ایسا لقب عطا فرمایا جو آپ کے اسم گرامی کا جزولاینفک بن کر رہ گیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا فقید المثال ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ آپ دوقومی نظریہ کے ایک عظیم مبلغ اور رہنما تھے جس پر آپ کی کتاب زیست کا ہر صفحہ شاہد و ناطق ہے۔

آپ کی ساری زندگی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل سے عبارت ہے۔ آپ فکر رضا کے امین بن کر رہے۔ آپ نے ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

جہاد بالقلم کے محاذ پر آپ کے قلم کی جولانیاں دیدنی ہیں۔ اُردو زبان میں آپ کی عظیم و ضخیم اور شہرۂ آفاق کتاب ''بہار شریعت'' تو فقہ حنفی کا ایک انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس کتاب مستطاب کا پہلا حصہ عقائد پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے جہاں دیگر فتنوں کی خبر لی ہے وہاں آپ نے فتنہ قادیانیت کے سرغنہ اور بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی بھی خوب نقاب کشائی فرمائی ہے۔ آپ نے اس کی کتابوں کی خانہ تلاشی لے کر اس کی ہفوات و بکواسات کو مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے تاکہ وہ اس کے کفریات سے آگاہ ہو کر خود بھی اس فتنۂ عظیمہ سے دور رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی دور رکھیں۔

بہارِ شریعت کے پہلے حصے عقائد میں سے آپ نے فتنۂ قادیانیت کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں اس میں سے صرف ابتدائی اقتباس قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے:

''قادیانی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں

کیں،خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اوران کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شان جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کیئے،جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہل جاتے ہیں مگر ضرورت زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے ان میں سے چند بطورِنمونہ ذکر کیئے جائیں۔خود مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لئے کافی تھا کہ قرآنِ مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے،مگراس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے،اگرچہ انبیاء ودیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے چنانچہ آیۂ ''کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ'' وغیرہ اس کی شاہد ہیں اوراس نے توصدہا کی تکذیب کی اوراپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہوکر جوشک کرے خود کافر''۔

صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد مرزا کی آٹھ کتابوں سے اس کے کفریات ظاہر و باہر فرمائے ہیں۔ان کتابوں میں ازالۂ اوہام، براہین احمدیہ، انجام آتھم، دافع البلاء اربعین، کشتی نوح، اعجاز احمدی اور دافع الوساوس کے نام شامل ہیں۔

اب یہاں آخری اقتباس ملاحظہ کرتے جائیں: ''غرض اس دجال قادیانی کے مضر خرافات کہاں تک گنائے جائیں اس کے لیے دفتر چاہئیں مسلمان ان چند خرافات سے اس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس نبی اولوالعزم کے فضائل جو قرآن میں مذکور ہیں ان پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے......! تعجب ہے ان سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجال کے متبع ہورہے ہیں یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں......! اور سب سے زیادہ تعجب ان پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھے میں گر

رہے ہیں......! کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے۔ حاش للہ! ''من شك فی عذابه و كفره فقد كفر''۔

''جو ان خباثتوں پر مطلع ہو کر اس کے عذاب و کفر میں شک کرے، خود کافر ہے''۔

ماشاء اللہ فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں آپ کا راہوار قلم ایسا چلا کہ فتنۂ قادیانیت کے سرغنہ اور بانی مرزا کی تمام ہفوات و بکواسات کا خلاصہ پیش فرما کر قاری کو اس کے رد میں لکھی گئی بڑی بڑی کتابوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ گویا آپ نے یہاں کوزے میں دریا بند فرما دیا ہے۔ یہی نہیں آپ نے اپنے فتاویٰ میں بھی نہ صرف اس ملائفہ خبیثہ کی بلکہ دیگر کذابوں کی بھی خوب خبر لی ہے۔

فتاویٰ امجدیہ جلد دوم میں ایک استفتاء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا۔ اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ''بہائی ہوں یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اس کے مذہب پر ہوں، بہاء اللہ وہ شخص ہے جس کی نسبت احیاء وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا، جس کا زمانہ عنقریب گزرا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسلمہ سنیہ حنفیہ عفیفہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکور سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا جو جواب مرقوم فرمایا اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

''حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے خاتم النبیین و آخر الانبیاء کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرا نبی نہیں ہوسکتا، بکثرت احادیث صحیح اس پر ناطق اور خود قرآن عظیم کی نص قطعی و لكن رسول الله و خاتم النبيين اس مدعا پر شاہد، جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کا قائل ہو یا اسے جائز مانے، قطعاً یقینا کافر و مرتد ہے، اگر وہ شخص قادیانی تھا تو کافر تھا اور اب بہائی ہے اور بہاء اللہ کو نبی مانا جب بھی کافر ہے، بلاشبہ ایسے شخص کا نکاح کسی مسلمہ سے نہیں ہوسکتا، خصوصاً سنیہ، جو شخص نکاح کرائے گا سخت کبیرہ شدیدہ کا مرتکب اور زنا کا دلال ہوگا''۔

آپ کا یہ فتویٰ شفا شریف اور فتاویٰ عالمگیری سے بھی مزین ہے۔

فتاویٰ امجدیہ حصہ چہارم میں ایک استفتاء کے جواب میں نہایت ہی واشگاف

اور دوٹوک الفاظ میں اپنا فتویٰ کچھ اس انداز میں صادر فرماتے ہیں: ''مذہب قادیانی رکھنے والے یقیناً اجماعاً بلاشک وشبہ کفار ومرتدین ہیں، ایسے لوگوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ناجائز ہے، اگرچہ ان کتابوں میں ان کی گمراہی کی باتیں نہ ہوں مگر مصنف کی عزت دل میں پیدا ہوگی اور ان کی باتیں قبول کرنے پر آمادہ ہوگا''۔

فتاویٰ امجدیہ کے اسی حصہ چہارم میں ایک سوال کے جواب کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں: ''اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد نے انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین کی ہے اور دعویٰ نبوت کیا، اس وجہ سے یقیناً وہ شخص کافر ہے اس کے اقوال پر مطلع ہوکر مجدد تو مجدد اسے مسلمان جاننا بھی کفر ہے''۔ اسی طرح فتاویٰ امجدیہ کے اسی حصہ میں ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی جدید نبی نہیں ہوسکتا، نہ شریعت جدیدہ لے کر، نہ اس شریعت کا حامل بن کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب جدید نبوت نہ ملے گی، لہٰذا قادیانی مرتد کا اپنے کو نبی ماننا اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کا حامل بتانا باطل محض وکفر وارتداد ہے، اس وجہ سے قرآن عظیم میں ''خاتم النبیین'' فرمایا، المرسلین نہ فرمایا کہ اب منصب نبوت ختم ہو چکا کسی دوسرے کو عطا نہ ہوگا، ہر دو علماء جب فتویٰ حرمین شریفین کو حق بتارہے ہیں اور بالکل متفق ہیں تو اس امر میں اب کیا تردد باقی رہ گیا''۔

المختصر صدر الشریعہ بدر الطریقہ رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے فتنۂ قادیانیت کے خلاف جہاد بالقلم کے محاذ پر نہایت ہی سرگرم رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل آپ کی ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

میرا امجد مجد کا پکا ہے
اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں

یوم عمر فاروق

4 پیام عاشورہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد اللہ ربّ العٰلمین والعاقبۃ للمتّقین والصّلوٰۃ وَالسّلام

علیٰ رسولہٖ محمدٍ و اٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعینۃط

امابعد

معرکۂ کربلا حق و باطل کا مقابلہ تھا جس میں حق کی حفاظت اور باطل سے نبرد آزمائی کا سبق دہرانے کی مثال قائم کی گئی۔ باطل نے یزیدیت کا روپ دھار لیا تو حق حسینیتؑ کی صورت میں نمودار ہوا اور ریگ زارِ کربلا میں باطل سے ٹکرا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یزیدیت کے گلے میں ہمیشہ کے لئے لعنت و نفرین کا طوق پڑ گیا اور حسینیتؑ قابلِ صد ستائش و آفرین اور زندہ جاوید حقیقت بن گئی۔

قتل حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یومِ عاشورہ اسی زندہ جاوید حقیقت کا پیغام لے کر آتا ہے۔

آزمائش کی گھڑیاں اور خاندانِ نبوت کا کارنامہ کتاب وسنت کی روشنی میں:

ارشادِ خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ ❶

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی ہر قسم کی مشکلات اور سختی کے اوقات میں اہلِ حق اور مومنوں کے لئے صبر اور نماز بہترین مددگار ہیں، وہ ان سے مدد لیں۔

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَۙ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَؕ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ۫ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ❷

ترجمہ: اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے صبر والوں کو جو مصیبت اور دکھ پہنچنے کے وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

خوشخبری سنا دو کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰتیں اور تحفے اور مخصوص رحمت نازل ہوتی ہے، اور وہی ہدایت پر ہونے کی سند رکھتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو

---

❶ سورۃ البقرہ، آیت:153

❷ سورۃ البقرہ آیت:155 تا 157

عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بلا شبہ تم میں دو چیزیں میں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کے ساتھ تمسک کیا تو ہرگز میرے بعد تم گمراہ نہ ہوں گے۔ ایک چیز دوسری سے بڑی ہے۔ کتاب اللہ اللہ تعالیٰ کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ایک رسی ہے اور میری عزت میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آنے تک آپس میں جدا نہیں ہوں گے۔ پس تم سوچنا کہ میرے بعد ان کی ہدایت سے کس طرح تم فائدہ اٹھاتے ہو۔ [1]

حکم قرآنی صبر اور نماز ہے

اور ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق خاندانِ نبوت حوضِ کوثر تک قرآنِ کریم سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اہل بیتِ نبوت کا یہ کارنامہ باقی سب کارناموں کی بنیاد ہے کہ آزمائش کی مشکل ترین گھڑیوں میں صبر اور نماز سے ایک دم کے لئے بھی جدائی قبول نہیں کی۔

اسی کارنامے پر ان انعامات خداوندی سے وہ سرفراز ہوئے جن کا آیت نمبر ۲ میں ذکر ہے۔ قرآن کریم کی ہدایت اور اہل بیتِ نبوت کے طرز عمل اور ان کے کارناموں میں ان کی اقتدا و اتباع کر کے ان انعاماتِ الٰہیہ کو حاصل کرنے کی اُمت کو بارگاہِ رسالت سے تلقین ہوئی۔

آیئے! ہم آیاتِ قرآنی اور ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حسینیتؑ کو اختیار کریں تاکہ خدائی بشارت کے حقداروں میں شامل ہوجائیں۔

حسینیتؑ کے پاکیزہ کارنامے

فاسق کو رشد و ہدایت کا راہنما تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ حق و انصاف کو رائج کرنے اور اس کے پرستاروں کی حرمت اور اعزاز قائم رکھنے کی کوشش کی۔

---

[1] ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۹۶۵

ظالم اور ستمگر کے ظلم وستم سے بچاؤ کی پُرامن تدبیریں کیں۔ اور حتی الامکان ان کی پابندی کی مخدرات عصمت بیٹیوں، بہنوں، بیبیوں کے پردہ کا اہتمام کیا۔ خیمے تانے اور شدید ترین حالات میں بھی بے حجاب نکلنے کی کسی کو اجازت نہیں دی اور نہ ہی مخدرات عصمت نے اس کو اپنے لئے جائز سمجھا۔ اپنے ذاتی جذبات آرام، سکون، خونی رشتوں کی محبت کو تعلیمات نبویہ حقہ کی حفاظت میں قربان کر دیا۔ جو قدم اٹھایا جبر وتشدد ظلم وستم کی مدافعت کے لئے اٹھایا۔ جارحانہ کاروائی سے دامن محفوظ رکھا اس لئے شدید حالات میں بھی بارگاہِ خداوندی کی حاضری یعنی پنجوقتہ نماز کو مسنون طریقے سے پوری پابندی کے ساتھ ادا کیا۔ حق کے پرستاروں، فداکاروں کی تکلیف رفع کرنے اور آرام پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس سلسلے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی خیموں تک پانی کی مشک لے جانے کی کوششیں زیادہ مشہور اور قابلِ ذکر ہیں۔ اپنے حقانیت پر مبنی اور سچے مؤقف پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اور اس راہ میں آنے والی ہر تکلیف، دکھ، غم کا صبر واستقلال سے مقابلہ کیا۔ اور قضائے ربانی پر راضی ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سودا کر لیا۔ شکوہ بے صبری زبان یا کسی فعل سے قطعاً ظاہر نہیں کیا۔ سخت سے سخت حالات میں بھی صبر واستقلال تسلیم ورضا، اطاعت و فرمانبرداری کی تصویر بنے رہے۔ عزیزوں کی تکلیف دہ موت پر صبر کیا۔ واویلا یا سینہ اور منہ پیٹنے کی قطعی طور پر صبر میں ملاوٹ نہیں ہونے دی۔ آخری دم بھی بارگاہِ رب العالمین میں سجدۂ نیاز ادا کرنے کی آرزو کی۔ قرآن کریم سے اس قدر محبت اور گہرا تعلق کہ نیزے کی نوک پر بھی سر بے تن کے ساتھ تلاوت سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ آخری اور الوداعی ملاقات میں خیموں کے اندر مخدراتِ عصمت کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے صبر کی تلقین کی۔ قربان جاؤں حسینیتؑ کی احتیاطوں کے کہ ہمشیرۂ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو قسمِ خدا دے کر واویلا کرنے اور بے صبری سے منہ اور سینہ پیٹنے اور کپڑے پھاڑنے سے پرہیز کرنے کی تاکیدوں

پر تاکیدیں کیں۔ یہ سب قربانیاں خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر کیں۔ کوئی دنیاوی مقصد سامنے نہیں رکھا۔ جابر اور ظالم کے سامنے حق کی صدا بلند کی۔ ظالموں کے ظلم کی آگ ٹھنڈی کر لینے کے بعد ان کے متعلقین کے ماتمی لباس پہن کر منہ اور سینہ پیٹنے پر تنبیہیں کیں اور ناراضگی کا اظہار فرمایا اور یزیدیت سے پوری طرح کنارہ کش رہے۔

یزیدیت کی کم بختی اور شرمناک حرکتیں

ایک فاسق کی بیعت پر جبر وظلم سے مجبور کیا۔ دنیاوی مال و دولت، جاہ و جلال کی حرص وطمع میں مقدس ہستیوں برگزیدہ اور قابلِ احترام شخصیتوں کی حرمت و تعظیم کو ضائع کیا۔ دنیا کی حرص میں غرق ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیاروں کو توہین و گستاخی بدسلوکی کا نشانہ بنایا۔ حق و انصاف کا خون بہایا اور اس کے پرستاروں کو ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کی۔ پینے کا پانی روک لیا۔ حق پرستوں پر تیر برسائے۔ مخدرات عصمت کے خیموں کو لوٹنے اور پردے اتارنے کی کوشش کی۔ حق پرست مقدس سپاہیوں کو تیروں سے زخمی کیا اور ان کے خون حق سے ان کی سواریوں کے پہلوؤں اور زمین کو رنگین کیا۔ خصوصاً شہسوار کربلا سید الشہداء نواسہ رسول جگر گوشہ بتول جناب امام حسین رضی اللہ عنہٗ کی سواری کے گھوڑے کو آپ کے پاکیزہ خون سے رنگین کرنے کے ساتھ اس گھوڑے کے پہلوؤں میں بھی تیر پیوست کر کے اسے لہولہان کیا اور اہل بیت نبوت کے افراد کو قید کر کے اور شہسوار کربلا کے گھوڑے کو کوفہ و دمشق کی گلی کوچہ میں فخریہ جلوس کے ساتھ پھرایا۔ ان کی کم بختی کہ ظلم پر فخر کیا، کوفہ اور دمشق میں نہایت مکاری سے ماتمی لباس پہن کر منہ اور سینہ پیٹ کر اہل بیت نبوت کو دل جوئی وغم خواری کے فریب سے خوش کرنے کی کوشش کی۔ آخری وقت میں بارگاہ خداوندی میں سجدہ

نیاز ادا کرنے کی بہت بھی بندگی، لباس وعلامات حسینی اختیار کر کے لوگوں کو فریب دیا اور مطلب نکالا۔ عبداللہ بن زیاد کا کوفہ میں شام کے وقت اندھیرے میں داخل ہونے کا انداز اس کا گواہ ہے۔ [1]

آیئے! ہم اپنی تقریبوں اور پروگراموں کا جائزہ لیں اور اپنی نیتوں اور اعمال کا محاسبہ کریں کہ کہیں یزیدیت کا کوئی جرثومہ تو ان میں نہیں گھسا ہوا؟ جو اہل بیت نبوت اور راہنمایانِ اسلام کے ساتھ ہمارے صحیح تعلق کو کمزور کر رہا ہے۔ اگر ہے تو اسے آج ہی نکالیں۔ اپنی ہر تقریب اور پروگرام کو اپنی ہر نیت اور عمل کو اس سے پاک وصاف کر لیں۔

نیز یہ جانچنا بھی ہمارا فرض ہے کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور صالحین امت کی میراثِ حسینیت کیا ہمارے پاس ہے؟ اور ان کے کارناموں اور ان کی سچی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں؟

خصوصاً عاشورہ کے روز ہمارا کیا طرز عمل ہے؟ کیا کربلا کے شہداء ومجاہدین کو ان کے پیارے اعمال ذکرِ الٰہی نماز روزہ تلاوت قرآن کریم فی سبیل اللہ خیرات کر کے ثواب کے ہدیے ان کو پیش کرتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں کرتے تو آج ہی عہد کر لیں کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔ اور ان کے مقدس خون سے ریگ زارِ کربلا میں لکھے ہوئے سبق کو ہم زندہ رکھیں گے۔ ان کے قربانیاں دینے کے بعد ہم پر جو فرض عائد ہوتا ہے وہ تب ادا ہوگا اور دنیا وآخرت میں ان کے ساتھ ہمارے رابطے مضبوط سے مضبوط تر ہوتے رہیں گے اور ان کی شفاعت اور ہر قسم کی برکات اور فیضان سے سرفراز ہوں گے، اور خدا تعالیٰ کی بشارت میں شریک ہوسکیں گے۔

---

[1] الصواعق المحرقہ، تفسیر روح البیان، جلد ا، ص: ۴۱، الشہادتین، اہل سنت، جلاء العیون احتجاج طبری، اعلام الوریٰ۔ اخبار ماتم شیعہ)

5-اہل بیت کی چند تقریریں

پروفیسر محمد حسین آسی

مقام بیضا میں پہنچ کر سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے اور حُر کے ساتھیوں کے سامنے حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

''اے لوگو! بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو دیکھے جو اللہ کے حرام کردہ کو حلال کرنے والا، اللہ کے عہد کو توڑنے والا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف کرنے والا اور اللہ کے بندوں میں گناہ اور زیادتی سے حکومت کرنے والا ہو اور یہ (دیکھنے والا) اسے اپنی طاقت کے مطابق قول یا فعل سے اسے بدلنے کی کوشش نہ کرے تو اللہ کو حق پہنچتا ہے کہ اسے بھی اس (ظالم بادشاہ) کے ساتھ اس کی جگہ (یعنی دوزخ میں ڈال دے)''

''خبردار! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور رحمٰن کی فرمانبرداری چھوڑ دی ہے۔ فساد برپا کر دیا ہے اور شرعی حدود کو معطل کر دیا ہے۔ مال غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اللہ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال اور حلال کردہ اشیاء

کوحرام سمجھ بیٹھے ہیں۔اس صورت حال کو بدلنے کی کوشش کا سب سے زیادہ میں حقدار ہوں۔''

(یہ ہے اپنے دور کے صادق ترین انسان کی گواہی یزید پلید کے نظام حکومت کے بارے میں۔کیا اس کے لفظ کو جھٹلایا جاسکا؟)

۱۰ محرم کی رات (یعنی دسویں رات) کو آپ نے اپنے ہمراہیوں کو اکٹھا کیا اوران کے سامنے جوخطاب فرمایا:

(بروایت حضرت سیّدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہترین ثناء کرتا ہوں اور دکھ سکھ میں اسی کی حمد بیان کرتا ہوں،اے میرے اللہ! میں تیرا شکر بجالاتا ہوں کہ تو نے نبوت سے ہمارے گھر کو معزز کیا اور نصیحت سننے والے کان (حقیقت) دیکھنے والی آنکھیں اور (ایمان وعرفان والے) دل بخشے۔تو نے ہمیں قرآن سکھایا اور دین کی سمجھ عطا فرمائی۔سو ہمیں اپنے شکرگزار بندے بنائے رکھ۔

امابعد، میں اس وقت کسی کے ساتھیوں کو اپنے ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور اچھا نہیں جانتا اور کسی کے کنبے کو اپنے کنبے سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والا نہیں پاتا ہوں۔اللہ تم سب کو میری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔

سن لو! مجھے یقین ہے کہ کل ان دشمنوں سے ہمارے فیصلے کا دن ہے اور میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں کہ رات کی اس تاریکی میں چلے جاؤ۔میری طرف سے کوئی ملامت نہ ہوگی۔ایک ایک اونٹ لے لو اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک فرد کا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤ۔سو تم سب کو اللہ جزا دے پھر اپنے اپنے شہروں اور گاؤں میں بکھر جانا۔یہاں تک کہ اللہ یہ مصیبت آسان کردے۔بلاشبہ یہ لوگ میرے ہی قتل کے درپے ہیں اور مجھے قتل کرلیں گے تو کسی اور کی انہیں طلب نہیں ہوگی۔

اس خطبے کے جواب میں سب نے بیک زبان عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہنے کے لئے چلے جائیں، خدا ہمیں ایسا دن نہ دکھائے۔ حضرات مسلم بن عوسجہ، سعد بن عبداللہ اور زہیر بن قین نے اس خلوص و جاں نثاری کا اظہار کیا کہ جنگ بدر سے پہلے کی مشاورت میں انصار و مہاجرین کے جذبات کی یادیں تازہ ہو گئیں۔ ان ایمان افروز جوابات کی ایک ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی:۔ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ خدا کی قسم میں اس وقت تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا جب تک دشمنوں کے سینوں میں اپنا نیزہ نہ توڑ ڈالوں اور شمشیر زنی نہ کر ڈالوں۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس اسلحہ نہ بھی ہو تو بھی دشمنوں کو پتھر مار مار کر مار ڈالتا اور آپ پر قربان ہو جاتا۔

حضرت سعد بن عبداللہ حنفی:۔ خدا کی قسم! ہم اس وقت تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے جب تک اللہ یہ نہ دیکھ لے ہم نے حضور رسول کریم ﷺ کے بعد آپ کی اولاد کی کیسی حفاظت کی۔ خدا کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میں ستر مرتبہ قتل ہو کر زندہ جلا دیا جاؤں گا اور میری راکھ اڑا دی جائے گی تو میں پھر بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑتا اور اب تو ایک مرتبہ ہی قتل ہونا اور پھر اس قتل ہونے میں بھی ہمیشہ کی سعادت ہے تو اسے کیوں نہ حاصل کروں۔

حضرت زہیر بن قین:۔ خدا کی قسم! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔ اسی طرح ہزار مرتبہ زندہ اور قتل کیا جاؤں اور میرے ہزار مرتبہ قتل ہونے سے خدا آپ کی ذات اور آپ کے اہل بیت کے نوجوانوں کو بچا لیتا۔

حضرت انس بن حارث نے حدیث پاک سنائی جس میں حضور ختم الرسل ﷺ نے فرمایا کہ میرا بیٹا اس زمین میں قتل کیا جائے گا جسے کربلا کہتے ہیں تو تم میں جو بھی

وہاں موجود ہے اس کی مدد کرے (حضرت انس اسی فرمان کی تعمیل میں کربلا آئے تھے)۔

۱۰ محرم کی صبح کو جنگ سے پہلے اتمام حجت کے طور پر خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء و ملائکہ پر درود وسلام بھیجنے کے بعد فرمایا:۔

لوگو! میرے حسب ونسب کو دیکھو میں کون ہوں۔ پھر اسی طرح سے غور کرو کیا تمہیں میرا قتل اور بے حرمتی جائز حلال ہے، کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ اور ان کے وصی و ابن عم اور اللہ و رسول پر بہتر ایمان لانے والے کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا سید الشہداء حمزہ میرے والد کے چچا اور جعفر شہید جنت میں اڑنے والے میرے چچا نہیں ہیں۔ کیا تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث نہیں پہنچی کہ آپ نے مجھے اور میرے بھائی کو فرمایا۔ تم دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار اور اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ پس اگر تم میری تصدیق کرو بلاشبہ میں تم سے سچ کہہ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ میں نے کبھی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا۔ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ ان سے پوچھو تو وہ تمہیں بتا دیں گے۔ پوچھو جابر بن عبداللہ (انصاری) ابوسعید (خدری) سہیل بن سعید یا زید بن ارقم یا انس (رضی اللہ عنہم) سے وہ تمہیں ضرور بتائیں گے کیونکہ انہوں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے تو اب مجھے بتاؤ کہ کیا ان میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں جو تمہیں میری خونریزی سے روکے۔

اگر تم کو میری اس بات سے شک ہے (کہ میں جنت کے نوجوانوں کا سردار

ہوں) تو کیا اس میں بھی شک ہے کہ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں۔ خدا کی قسم! اس وقت مشرق سے مغرب تک تم میں یا دوسروں میں میرے سوا کسی نبی کا کوئی نواسہ نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ! تم میرے قتل پر کیوں تُلے ہوئے ہو۔ کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے یا کسی کا مال برباد کیا ہے یا کسی کو زخمی کیا ہے جس کا بدلہ لینا چاہتے ہو؟

وہ سب خاموش تھے تو آپ نے (نام لے کر پکارا اے شبث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اشعت، اے زید بن حارث! کیا تم نے خطوط لکھ کر نہیں بلایا بولے ہم نے ایسا نہیں کیا ہے، پھر فرمایا اے لوگو! جب تمہیں میں پسند نہیں تو کسی گوشہ امن کی طرف ہی جانے دو۔ (ابن اثیر، طبری)

بازار کوفہ میں حضرت امام زین العابدین، سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہم نے جو خطبے دیئے ان کے لئے شام کربلا مصنفہ حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب جلاء العیون اور مقتل ابن نما میں مذکور ہے جب اہل بیت نبوت کے بقیہ افراد کوفہ پہنچے تو ان کی حالت زار اور عالم بے کسی کو دیکھ کر اہل کوفہ زور زور سے رونے اور ماتم کرنے لگے۔ ان کے رونے اور ماتم کرنے کو دیکھ کر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سیدہ زینب اور حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہما نے ان کے سامنے خطبات ارشاد فرمائے جن کا خلاصہ یہ ہے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا۔ جو جانتا ہے وہ جانتا ہے۔ جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں۔ میں ان کا فرزند ہوں جو کنارہ فرات پر بھوکے پیاسے شہید کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ان کے

ذمے نہ کسی کا خون تھا نہ انہوں نے کسی کا مال لیا تھا۔ میں ان کا فرزند ہوں جن کی ہتک عزت کی گئی۔ مال و اسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ ان کے عیال قیدی بنا لئے گئے۔ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ! کیا تم نے والدِ ماجد کو خطوط لکھ کر نہیں بلایا تھا؟ اور کیا تم نے ان سے عہد و پیماں نہیں کئے تھے؟ ضرور کئے تھے۔ پھر تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان سے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کیا۔ پس تمہارے لئے ہلاکت و بربادی ہو۔ تم نے جہنم کی راہ اختیار کی اور اپنے لئے بہت بُرا راستہ پسند کیا۔ بولو! تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس طرح آنکھ ملاؤ گے اور کیا جواب دو گے وہ تم سے فرمائیں گے تم نے میری عزت کو قتل کیا اور میری حرمت کی ہتک کی تم میری اُمت میں نہیں ہو۔

اس وقت ہر طرف رونے کی آوازیں بلند ہوئی اور کوفیوں نے کہا۔ اب ہم ہر طرح آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔ آپ نے فرمایا۔ اے گروہِ غدار و مکار تم یہ چاہتے ہو کہ تم مجھ سے بھی وہی سلوک کرو جیسا کہ تم نے میرے باپ کے ساتھ کیا ہے۔ میں تمہارے قول و اقرار اور دروغ بے فروغ پر کسی طرح بھی اعتماد نہیں کروں گا۔ حاشا وکلا خدا کی قسم! ابھی وہ زخم نہیں بھرے جو کل ہی ہمارے پدر بزرگوار، ان کے اہل بیت اور ان کے رفقاء کے قتل ہونے سے لگے ہیں اور یہ سب کچھ تمہاری غداری و بے وفائی کی وجہ سے ہوا۔ واللہ! میرا جگر کباب ہے۔

پھر آپ نے چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

"تعجب نہیں اگر حضرت حسین قتل کئے گئے اس لئے کہ ان کے بزرگ بھی جوان سے افضل تھے، قتل ہوئے تھے۔ اے کوفہ والو! خوش نہ ہو بہ باعث ان ظلموں

کے جو حضرت حسین علیہ السلام پر کئے گئے۔ یہ امر خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم۔ ہے جو بزرگوار نہر فرات پر قتل ہے ان پر میری روح قربان ہو۔ جن لوگوں نے ان کو قتل کیا ہے۔ ان کی سزا جہنم ہے۔''

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا۔ اے بے وفا اور دغا باز کوفیو! کیا اب تم روتے اور ماتم کرتے ہو خدا تمہیں ہمیشہ ہمیشہ رلائے اور تمہارا رونا اور ماتم کرنا کبھی موقوف نہ ہو تم بہت زیادہ روؤ اور تھوڑا ہنسو۔ تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو کاتے ہوئے تاگے کو مضبوط ہو جانے کے بعد جھٹکے دے کر توڑ ڈالے۔ تم نے اپنے ایمان کو دھوکے اور فریب کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ تمہاری مثال اس سبزے کی سی ہے جو نجاست کی ڈھیری پر لگا ہو تم میں بجز خود ستائی، شیخی، عیب جوئی، تہمت سرائی اور لونڈیوں کی طرح خوشامد اور چاپلوسی کے کچھ نہیں۔ بلاشبہ تم بہت بُرے کام کے مرتکب ہوئے ہو۔ تم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت حاصل کی۔ اور عیب کمایا اور جہنم کے سزاوار ہوئے۔ تمہارے ماتھے پر بے وفائی اور غداری کا داغ جو لگ چکا ہے وہ کسی پانی سے زائل ہونے والا نہیں۔ اے کوفیو! تم جانتے ہو کہ تم نے کس جگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پارہ پارہ کیا اور کس کا خون بہایا ہے۔ تم نے خلاصہ خاندان نبوت اور سردار جوانان اہل جنت اور مینار دین و شریعت کو قتل کیا ہے۔ تم نے مخدرات عصمت وطہارت دختران خاتون جنت کو بے پردہ کیا ہے۔ اے اہل کوفہ! تم نے اپنے لئے آخرت میں بہت بُرا توشہ بھیجا ہے۔ خدا تعالیٰ تم پر اپنا غضب نازل کرے اور تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کرے۔

10 روزہ شہدا کربلا

6-اسلام میں عفوو درگزر کی اہمیت

تحریر: فاضلِ شہیر مولانا محمد حنیف اختر، خانیوال

یہ ایک مسلمہ و نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں کی کامل راہنمائی کرتا ہے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے سے دنیا کی تمام پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے ایک بات ذہن میں رکھیں کہ اگر ہمارے ماں باپ ہمیں کوئی بات کہیں اور ہم اس کو نہ مانیں تو وہ ہم سے ناراض ہوں گے یا نہیں؟ اگر ہمارے ماموں، خالو اور نانا ہمیں کسی بات کا حکم دیں اور ہم ان کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیں تو وہ غصہ کریں گے یا نہیں؟

اب یہیں سے یہ بات سمجھ لیں کہ اگر اللہ جل جلالہٗ اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں کوئی حکم دیں اور ہم اُس پر عمل نہ کریں تو وہ ہم سے کس قدر ناراض ہوں گے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہماری نجات ممکن ہے۔ اسلام کے احکامات میں ’’عفوو درگزر‘‘ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کا سادہ الفاظ میں مفہوم یہ ہے کہ ’’اگر کوئی ہم پر ظلم کرے یا ہمارے ساتھ زیادتی کرے تو ہم اُس کو معاف کر دیں‘‘۔ یہ

ایک ایسی صفت ہے جس کو اپنا کر لڑائی جھگڑے، قتل و خونریزی اور عداوت و دشمنی کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں میں سے ایک نام ''عَفُوٌّ'' بھی ہے یعنی معاف کرنے والا۔ وہ لوگوں کے ہر قسم کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔قرآن پاک میں ہے:

وَ یَعۡفُوۡعَنۡ کَثِیۡرٌ یعنی اللہ جل مجدہٗ الکریم بہت سی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے حالانکہ وہ بدلہ لینے پر بھی قادر ہے اور اُس کی پکڑ بھی بہت سخت ہے لیکن پھر بھی وہ عفوو درگزر سے کام لیتا ہے اور لوگوں کی غلطیوں اور گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں مسلمانوں کو یہ دعا بھی سکھائی گئی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّیۡ

کہ اے اللہ! بیشک تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے بھی معاف فرما۔ نیز قرآن پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صفات ''رحیم و کریم'' بیان کی گئی ہیں، ان دونوں کا بھی معنی و مفہوم یہی ہے کہ آپ لوگوں پر رحم فرمانے والے، بہت زیادہ مہربان اور لوگوں کو سب سے زیادہ معاف کرنے والے ہیں، چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب کافروں کے بڑے بڑے سردار قیدی بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے اور وہ سب ڈر رہے تھے کہ پتہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج ہمارے ساتھ سلوک فرمائیں گے۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''آج مَیں تمہارے ساتھ وہی سلوک فرماؤں گا جو یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں کے ساتھ فرمایا تھا۔آپ نے فرمایا کہ ''جاؤ! تم سب کے سب آزاد ہو''۔

اِس روایت سے عفو و درگزر کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور ہمیں بھی قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر اسی صفت کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

یعنی اللہ کے بندے غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

چونکہ انسان میں غصہ کا آنا ایک فطری عمل ہے اور اسی وجہ سے معاشرے میں فتنہ وفساد اور قتل وخونریزی پیدا ہوتی ہے تو اس کا سب سے بہترین حل ''عفو ودرگزر'' کی صفت کو اپنانا ہے۔ متعدد احادیث مبارکہ میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے کی عزت کو بڑھا دیتا ہے''۔ (مسلم شریف)

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ''تم مخلوق پر رحم کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تم لوگوں کو معاف کرو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے گا''۔ (مسند امام احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ فرمودات بہت ہی غور وفکر کے متقاضی ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہماری نجات کا راز پوشیدہ ہے۔ اب ذرا ایک اور حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے پاس اُس کا بھائی معذرت خواہ ہو کر آئے اور وہ اُس کا عذر قبول نہ کرے تو وہ میرے حوض پر نہ آئے''۔ (الحدیث)

یعنی وہ صحیح ہو یا غلط ہر حال میں اُس کا عذر قبول کر لے اور اُسے معاف کر دے۔ قرآن وحدیث کے ان ارشادات وفرمودات سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمانوں کو ''عفو ودرگزر'' کی صفت کو دل سے اپنانا چاہیے اور ہمیں باہمی معاملات صلح وصفائی سے طے کرنے چاہئیں۔

دین و دنیا میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
اُن کا دامن تھام لو جن کا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام ہے

دروس قرآن وحدیث

7-تاجدارِ بریلی علیہ السلام کے والدِ بزرگوار علامہ نقی علی خان

m

تاریخِ وصال باکمال: ۳۰ ذوالقعدہ ۱۲۹۷ھ

تاجدارِ مسندِ مارہرہ مقدسہ حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز و مریدِ خاص

☆ امام العلماء حضرت علامہ الشاہ رضا علی خاں بریلوی m کے فرزندِ ارجمند، تلمیذِ رشید و جانشین

☆ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی m اور استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی m کے والدِ بزرگوار و استاذِ باکمال

☆ حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی m اور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی m کے دادا جان......

امام المتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رجب المرجب ۱۲۴۶ھ مطابق دسمبر ۱۸۳۰ء میں محلہ ذخیرہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت امام العلماء حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے

بہت بڑے پابند شریعت و درویش وصوفی عالم دین تھے۔

مولانا نقی علی خاں نے تمام علوم وفنون کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ بریلی میں مجاہدین کو آپ ہی ٹریننگ دیتے تھے۔ آپ کے والد گرامی بھی مجاہدوں کو تربیت دینے میں آپ کے معاون تھے۔

☆ آپ m کو اپنے پیرو مرشد سے سند حدیث بھی حاصل تھی۔ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۵ء میں زیارت حرمین کے موقع پر حضرت سید زینی دحلان نے بھی آپ m کو سند حدیث عطا فرمائی۔

مولانا نقی علی خاں نے تمام عمر خدمت علم اور خدمت دین میں گزاری۔ تقریباً ۲۰ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور ۳۱ سال تک درس و تدریس وتصنیف و تالیف کی خدمات انجام دیں۔

حافظ رحمت خاں بہادر کے نبیرہ نواب نیاز احمد خاں مولانا نقی علی خاں کے بارے میں رقمطراز ہیں ''آپ اکثر اشخاص کو تعلیم کا شوق دلاتے۔ اپنا وقت دینیات کے پڑھانے میں بہت صرف فرماتے۔ ہنگام کلام، علوم کا دریا بہہ جاتا۔ العالم اذا تکلم فھو بحر یموج کا مضمون انہیں کی ذات مجمع حسنات پر صادق آتا ہے، کسی علم میں عاری نہیں۔ ہر علم میں دخل در معقول ہونا بجز عنایت باری نہیں۔ مسائل مشکلہ معقول نے ان کے سامنے رتبۂ حضوری پایا۔ منقول میں بدون حوالہ آیت وحدیث کے کلام نہ کرنا ان کا ایک قاعدہ کلی نظر آیا''۔

تلامذہ: آپ کے شاگردوں میں آپ کے فرزندانِ گرامی امام احمد رضا، مولانا حسن رضا اور مولانا محمد رضا نے دنیائے علم وفن سے اپنے تبحر علمی کا لوہا منوایا اور اکناف عالم میں دین کا پرچم لہرایا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ڈنکے بجا دیئے اور ان فرزندانِ

گرامی کے علاوہ اور بھی بکثرت تلامذہ آپ سے مستفیض ہوئے۔

تصانیف: مولانا نقی علی خاں نے ۲۵ سے زائد عربی اُردو میں معرکۃ الآراء کتابیں لکھیں جو کئی مصنّفین کی سینکڑوں کتابوں پر بھاری ہیں۔ کتابوں کے صرف نام ایسے دلکش ہیں کہ نام پڑھ کر ہی مضمون سمجھ میں آنے لگتا ہے۔

عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا اس بات سے اندازہ لگایئے کہ آپ کو بذریعہ خواب محسن انسانیت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے دربارِ دُربار پر بلایا۔ آپ حکم ملتے ہی بیماری کے باوجود یہ کہہ کر روانہ ہو گئے کہ ''مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ دوں پھر چاہے اسی وقت روح پرواز کر جائے'' آپ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دوا بھی عطا فرمائی جس کے استعمال سے آپ کو افاقہ ہوا اور مناسک حج بآسانی ادا کئے۔

انتقال: رحمت خدا بہانہ می جوید کے مصداق اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے سچے عاشق کو (بمصداق حدیث پاک کہ: ''جو پیٹ کے مرض میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے'') اِس طرح شہادت عطا فرمائی۔ ماہ ذوالقعدہ کے آخر ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء بروز جمعرات ظہر سے پہلے بعمر ۵۱ سال انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

امام المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں محو استراحت ابدی ہوئے۔ ربِّ محمد (جل و علاء و صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی لحد پر نور کی بارش تا قیام قیامت فرمائے، آمین

ختم نبوت

8-۷ ستمبر تاریخ پاکستان کا روشن دن

از: پیر سید محمد اجمل شاہ صاحب گیلانیm

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴ بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے آئین میں ترمیم منظور کی گئی اور پھر اسی روز ۸ بجے شب سینیٹ نے اس کی توثیق کر دی اور اس طرح قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا پاکستان کے آئین کا حصہ بن گیا۔ اس قرارداد کی منظوری کے لئے علماء و عشاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قدم قدم پر جن جاں گسل مراحل سے گزرنا پڑا وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور عشاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منزل پُرخار سے جس طرح گزرے وہ لوح تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں کم و بیش ۱۰ ہزار افراد نے لاہور میں اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں اور ہزاروں افراد پابند سلاسل رہے حتیٰ کہ سزائے موت کی کال کوٹھڑیوں میں بھی گئے لیکن ان کے جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کمی نہ آئی۔ صعوبتیں پریشانیاں اور سزائیں ان کے جذبہ فداکاری کو ختم نہ کر سکیں۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ)

کے ریلوے سٹیشن پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبے کے تحفظ اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے گئے تو چناب نگر (ربوہ) کے قادیانیوں نے نعرے لگانے والے نہتے نوجوانان اسلام پر حملہ کر دیا کسی کے سر پر چوٹ لگی تو کسی کے بازو ٹوٹ گئے۔ غرض یہ کہ بہیمانہ تشدد سے درجنوں طلبہ شدید زخمی ہو گئے۔ طلباء کا خون رنگ لے آیا اور قادیانیت کے خلاف ملک بھر میں الاؤ پھٹ پڑا، جگہ جگہ جلسے اور جلوس ہونے لگے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے تحریک زور پکڑ گئی اور جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو نے ہر ذہن کو مہکا دیا۔ عشق و محبت کی چنگاری شعلہ بن کر بھڑک اُٹھی، چناب نگر کے علاقہ میں خانہ جنگی کی صورتِ حال پیدا ہو گئی۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے معاملے کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے کہا کہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے وہ جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے اور پوری قوم کو قبول ہو گا۔ لہٰذا یہ مسئلہ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو ۲ قراردادوں کی شکل میں پیش کر دیا گیا۔ ایک قرارداد اس وقت کے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ اور دوسری قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے 137 افراد کے دستخطوں سے پیش کی۔ قرارداد کے پیش کرنے اور اس کی منظوری تک جمعیت علماء پاکستان نے شاندار ملک گیر تحریک چلائی اور جگہ جگہ جلسے منعقد کئے۔ لاہور، کراچی، بہاولپور، فیصل آباد، سرگودھا، حیدرآباد، گجرات، ملتان، گوجرانوالہ، خان پور، اوکاڑہ، مریدکے، قصور، میانوالی، ڈسکہ اور دیگر چھوٹے بڑے شہروں میں سینکڑوں جلسے جلوس اور مظاہرے کئے گئے جن میں لوگوں نے بھرپور شرکت کر کے اپنی رائے کا اظہار کیا، تحریک کی شبانہ روز سرگرمیوں کا اندازہ صرف اس ایک بات سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ صرف قائد ملت اسلامیہ نے اس دوران قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر

کمیٹی کے اجلاسوں میں بھی پوری ذمہ داری سے شرکت فرمائی اور تقریباً ۱۵۰ شہروں، قصبوں اور دیہات میں عام جلسوں سے خطاب فرمایا۔ اسی طرح دیگر علماء وقائدین نے اپنے اپنے شہروں میں جلسے جلوس منعقد کر کے لوگوں کو تحریک کے لئے تیار کیا، جس نے اہل پاکستان کو ایک فکر اور ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ اسمبلی کے اندر اور باہر علماء اہلسنّت اور عوام بھرپور کردار کرتے رہے اور ان کی کاوشوں اور اخلاص کی وجہ سے تحریک کا مشن کامیاب ہوا۔ علماء اہلسنّت شروع دن سے ہی قادیانیت کا ناطقہ بند کرنے میں مصروف رہے۔ بھارت کے ضلع گورداسپور کے گاؤں قادیان میں مغل برلاس قوم کے مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے غلام قادیانی نے جس دن دعویٰ نبوت کیا اس کے تیسرے دن حضرت علامہ مولانا نواب الدین جھنگوی جو حضرت شاہ چراغ سراج الحق کرنالوی کے خلیفہ مجاز تھے اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب قادری رضوی کے پیر بھائی تھے نے مرزا قادیانی کی معبد میں جسے اس نے مسجد اقصیٰ کا نام دے رکھا تھا، مناظرہ کیا اور مرزا کو لاجواب کر دیا۔ آج بھی تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان اور اہلسنّت کے علماء ومشائخ رد قادیانیت میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ بالخصوص ماہنامہ ''لا نبی بعدی'' جو صرف ختم نبوت کے موضوع پر شائع ہوتا ہے اور کم وبیش تیرہ سال سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اکابرین اہلسنّت جو اس قافلہ خوش نصیباں کے سرخیل رہے ان میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری، حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، مجاہد تحریک مولانا عبدالحامد بدایونی، شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی، شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی،

علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی و دیگر شامل ہیں۔
قادیانیوں نے جووار دین حنیف پر کیا تھا علماء اہلسنّت نے اس کا بھرپور سد باب کیا اور وطن عزیز کے خلاف سازشوں سے بھی بروقت مطلع کیا۔ قادیانی ٹولے نے جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں کلیدی کردار ادا کیا اس کا بروقت ثبوت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے حکمرانوں کو دیا اور کھلے عام جلسوں میں بھی تقاریر کے ذریعے بیان کرتے رہے اور اپنے انٹرویو میں بھی اس کا کھل کر اظہار کرتے رہے۔ اسی طرح مرزائیوں نے صوبہ بلوچستان پر قبضہ کرنے کے لئے ایک خوفناک منصوبہ تیار کیا اور ایک باضابطہ سازش کے ذریعے ہر ڈیپارٹمنٹ میں کلیدی آسامیوں پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے آدمی مقرر کئے لہٰذا حکومت پاکستان کو چاہیے کہ قادیانیوں کو فوراً اہم عہدوں سے ہٹایا جائے ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں شعائر اسلام استعمال کرنے سے روکا جائے کیونکہ مرض کا جلد علاج کرلیا جائے تو وہ قابل اصلاح ہوتا ہے، اگر دیر ہو جائے تو وہ لا علاج ہو جاتا ہے۔ اگر اہل اقتدار حضرت شاہ احمد نورانی کی باتوں پر کان دھرتے تو سانحہ مشرقی پاکستان کبھی پیش نہ آتا اور آج مشرقی و مغربی پاکستان اکٹھے دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی مملکت ہوتے۔

9-سیّدہ زبیدہ کا صدقہ جاریہ

دوسری صدی ہجری کے اواخر میں مملکت اسلامیہ کی باگ ڈور خلیفہ ہارون رشید کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمان بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں پانی ناپید ہے۔ حجاج کرام اور اہل مکہ بڑی مشکل سے کسی طرح پانی کا بندوبست کر پاتے ہیں۔ اسی زمانہ میں ملکہ زبیدہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ آتی ہیں۔ انہوں نے جب اہل مکہ اور حجاج کرام کو پانی کی دشواری اور مشکلات میں مبتلا دیکھا تو انہیں سخت افسوس ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اخراجات سے ایک عظیم الشان نہر کھودنے کا حکم دے کر ایک ایسا فقید المثال کارنامہ انجام دیا جو رہتی دنیا تک عالم بشریت کو یاد رہے گا۔ ملکہ زبیدہ کی خدمت کے لئے ایک سو نوکرانیاں تھیں جن کو قرآن کریم یاد تھا اور وہ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ ان کے محل میں سے قرأت کی گنگناہٹ شہد کی بھنبھناہٹ کی طرح آتی رہتی تھی۔ زبیدہ نے پانی کی قلت کے سبب حجاج اور اہل مکہ کو درپیش مشکلات اور

دشواریوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو انہوں نے مکہ میں ایک نہر بنانے کا ارادہ کیا۔اس سے پہلے بھی وہ مکہ والوں کو بہت زیادہ مال سے نوازتی رہتی تھیں اور حج وعمرہ کے لئے مکہ آنے والوں کے ساتھ ان کا سلوک بے حد فیاضانہ تھا۔ جب نہر کا منصوبہ تکمیل کو پہنچ گیا تو منتظمین اور نگران حضرات نے اخراجات کی تفصیلات ملکہ کی خدمت میں پیش کیں۔اس وقت ملکہ دریائے دجلہ کے کنارے واقع اپنے محل میں تھیں۔ملکہ نے وہ تمام کاغذات لئے اور انہیں کھول کر دیکھے بغیر دریا برد کر دیا اور کہنے لگیں ''الٰہی مجھے دنیا میں کوئی حساب کتاب نہیں لینا،تو بھی مجھ سے قیامت کے دن حساب نہ لینا''۔

ملکہ زبیدہ نے یہ عظیم الشان کام انجام دے کر حجاج کرام اور باشندگان مکہ مکرمہ کی پانی قلت کے سبب درپیش مشکلات کا مسئلہ حل کر دیا۔اللہ تعالیٰ اس نہر کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔آمین

خطبہ جمعہ حضرت صاحب

بچوں کا صفحہ

10-اچھے بچوں کے پڑھنے اور یادرکھنے کے لئے

اچھے بچے: گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑتے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ کے بغیر نیکی کرنے اور گناہوں سے بچانے والی کوئی طاقت نہیں''۔(اوّل وآخر درود پاک بھی پڑھ لیں)

☆ راستے میں آرام سے سڑک کے ایک طرف چلتے ہیں۔ اچھل کود کر کے ٹریفک کی زد میں نہیں آتے۔ راستے میں شرارتیں نہیں کرتے کسی چھوٹے بڑے کو تنگ نہیں کرتے۔

☆ راستے میں بڑوں کو سلام کرتے ہیں نیز دوسروں پر آوازیں نہیں کستے۔

☆ راستے سے تکلیف دہ چیزیں راستے سے ہٹا دیتے ہیں تا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔

☆ دونوں طرف دیکھ کر سڑک پار کرتے ہیں۔ جلد بازی نہیں کرتے۔

☆ راستے میں کسی ناواقف کے ساتھ نہیں چلتے اور نہ کسی کی باتوں میں

آتے ہیں۔

☆ کسی اجنبی سے کچھ لے کر نہیں کھاتے۔

☆ کسی کی گری ہوئی چیز کو اپنا سمجھ کر نہیں اٹھاتے جبکہ قرآنی آیات یا احادیث والے کاغذ اٹھا کر اونچی جگہ رکھ دیتے ہیں تاکہ بے ادبی نہ ہو۔

☆ دوسروں کی گری ہوئی چیزیں اٹھا کر واپس کر دیتے ہیں۔

☆ راستے میں فضول باتوں کی بجائے صلوٰۃ وسلام و ذکر خیر اور اچھی باتیں کرتے ہیں۔

☆ اچھے بچے نماز فجر کی اذان کے وقت بیدار ہو جاتے ہیں اور بیدار ہوتے ہی یہ دعا پڑتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْر

ترجمہ: سب تعریف اللہ کی ہے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے''۔(اوّل و آخر درود پاک بھی پڑھ لیں)

☆ اچھے بچے صبح بیدار ہو کر استنجا و طہارت کرتے ہیں اور پھر وضو کر کے مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔

☆ اچھے بچے صبح خوشی خوشی مدرسہ جاتے ہیں۔ والدین کو تنگ نہیں کرتے اور ضد کر کے انہیں ستاتے نہیں بلکہ فرمانبرداری کرتے ہیں۔

11-آپ کے دینی مسائل کا حل

از شیخ القرآن والحدیث علامہ ابوالفیض محمد عبدالکریم ابدالوی چشتی قادری

سوال ۱:......اگر کوئی نمازی اپنی تکبیر تحریمہ باندھنے سے پہلے امام صاحب کو لقمہ دے تو کیا یہ جائز ہے اور کیا نمازی کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوگا؟

جواب:......جو شخص امام صاحب کی اقتداء میں داخل نہیں اسے امام صاحب کو لقمہ دینا جائز نہیں۔ اگر امام صاحب اس کا لقمہ لیں گے تو امام صاحب اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

سوال ۲:......کسی رکعت میں ایک سجدہ رہ جائے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب:......سجدہ چونکہ نماز کے فرائض میں سے ہے، لہٰذا فرض کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر بعد کی رکعت میں یاد آ جائے تو اس رکعت میں تین سجدے کر لے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ بعض کا قول ہے کہ نماز دوبارہ پڑھ لے۔

سوال ۳:......کیا ایسی جگہ نماز پڑھنا جائز ہے جہاں سامنے قبریں ہوں؟

جواب:......شرعاً نمازی کے سامنے اگر قبر قریب ہوتو نماز مکروہ ہے اور بیٹھنے یا محفل کے لئے جگہ بنائی گئی ہوتو وہ مسجد نہیں ایسی جگہ نماز ادا کرنے سے جہاں قبلہ کی جانب قبریں سامنے ہوں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ نیز اگر محلہ کی مسجد بھی قریب ہے تو مسجد کا حق تلف ہوتا ہے یہ دوسری کراہت کی وجہ ہے جبکہ بیرون مسجد میں نماز ادا کرنے کو ترجیح دی جائے۔ تیسری وجہ کراہت ہوئی۔ بشرطیکہ مسجد میں نماز ادا کرنے سے شرعی عذر مانع نہ ہو۔

سوال ۴:......کیا مسجد کا ہمسایہ مسجد کی دیوار پر اپنے گھر کا شہتیر رکھ سکتا ہے؟

جواب:......مسجد کی دیوار کو اپنے مکان کے استعمال میں نہ لائے۔

سوال ۵:......شیر خوار بچے کا پیشاب اس کی والدہ کے کپڑوں اور اکثر اوقات جسم کو بھی لگ جاتا ہے۔ تو کیا ایسی حالت میں والدہ کو نماز کی ادائیگی کے لئے ہر بار پاکیزہ کپڑوں اور غسل کی ضرورت ہے۔

جواب:......شیر خوار بچے کا پیشاب نجس ہے لہٰذا جہاں کپڑے اور بدن پر لگ جائے اسے دھو کر پاک کر کے نماز ادا کرے ہر بار غسل ضروری نہیں نجاست کی جگہ دھونا کافی ہے۔

سوال ۶:......نماز جنازہ میں دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دایاں ہاتھ اور بائیں طرف سلام کے ساتھ بایاں ہاتھ چھوڑنا چاہیئے یا دونوں ہاتھ سلام کے بعد کھولنے چاہئیں؟

جواب:......نماز جنازہ میں دونوں ہاتھ سلام پھیرنے کے بعد کھولنے چاہئیں۔

سوال ۷:...... جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان کئی آدمی دعا مانگتے ہیں کیا جائز ہے؟

جواب:......بعض ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔

سوال ۸:......لڑکی مسلمان اور لڑکا مرزائی ہوتو کیا ان کا نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب:......مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں، غیر مسلم اور مسلم کا آپس میں نکاح قرآن کریم میں منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا مرزائی لڑکا اگر مرزائیت چھوڑ کر مرزا قادیانی کو جھوٹا کافر لکھ کر اسلام قبول کر کے اہلسنّت و جماعت میں رہنے کا عہد لکھ دے تو ان کا نکاح جائز ہوگا ورنہ حرام ہوگا۔ نکاح کرنے اور کرانے والوں کے اپنے نکاح بھی ٹوٹ جائیں گے۔

سوال ۹:...... جنازگاہ میں پنجگانہ نماز یا نماز عید میں سے کوئی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...... جنازگاہ میں ہر نماز با جماعت پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ نجاست سے جگہ پاک ہو۔

سوال ۱۰:......کیا جنبی آدمی میت کو غسل دے سکتا ہے؟

جواب:...... استنجا اور وضو کر کے اشد ضرورت کے وقت جنبی میت کو غسل دے تو جائز ہے۔

عرس فیض ملت